دل کی بات

علماء حق اور دینی جماعتوں کا اتحاد: وقت کا اہم تقاضا

گزشتہ چند برسوں میں پاکستان میں موجود لادین قوتوں کی دین دشمن سرگرمیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور روز افزوں ہے۔ خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کی امداد سے چلنے والی این جی اوز نے دین دشمنی کے محاذ پر اپنا نیٹ ورک وسیع کیا اور سماجی بہبود کے خوشنما عنوان سے نئے نئے جال پھینکے۔ براہ راست دین کے خلاف کام کرنے کی بجائے علماء حق کو گالیاں بکنے اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کی بزدلانہ حکمت عملی اختیار کی گئی۔ دینی جماعتوں کو بدنام کیا گیا۔ جہاد کو دہشت گردی قرار دے کر مجاہدین کو بنیاد پرست اور متشدد دکھایا گیا۔ علماء اور دینی جماعتوں میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے انتشار و افتراق پیدا کیا گیا۔ دینی مدارس کو دہشت گردی کے مراکز قرار دے کر عمومی فضا ان کے خلاف کرنے کی کوشش کی گئی اور مدارس پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اپنے نصاب کے اندر حکومت اور این جی اوز کی منشا کے مطابق تبدیلیاں کریں تاکہ دینی اداروں کے نظام اور اہداف کو تباہ کر کے یہاں سے بھی وہ حسب خواہش افراد نکال سکیں۔

ان حالات نے علماء حق، دینی جماعتوں اور مدارس اسلامیہ کے ذمہ داروں کو مل بیٹھ کر سوچنے اور اشتراک کے فکر و عمل کی راہیں تلاش کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ماہ اس اہم عنوان پر غور و فکر کرنے کے لئے مسلک دیوبند سے منسلک علماء حق، دینی جماعتوں اور مدارس اسلامیہ کے سربراہ دو مرتبہ اکٹھے ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمیعت اہل سنت اسلام آباد کی دعوت پر پہلا اجلاس ۲ جولائی کو جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں مولانا ظہور احمد علوی اور ان کے رفیق علماء کی میزبانی میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، قاضی عبداللطیف، مولانا سلیم اللہ خان، ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، قاضی عصمت اللہ، مفتی زرولی خان، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا عزیزالرحمن جالندھری، مفتی محمد جمیل خان اور دیگر بہت سے علماء جمع ہوئے۔ اس اجلاس میں باہمی اختلاف و انتشار ختم کرنے اور دین دشمن قوتوں کی سرگرمیوں اور سازشوں کے تدارک کے لئے طویل غور غوض کے بعد اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ یہ اجلاس آئندہ بھی تسلسل کے ساتھ جاری رہیں گے اور مستقبل میں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

چنانچہ اس حوالے سے دوسرا اہم اجلاس ۱۷، ۱۸ جولائی ۲۰۰۰ء کو جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں مولانا فضل الرحمن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں دیگر تمام رہنماؤں کے علاوہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف لائے۔ اور آپ کی دعاؤں اور سرپرستی میں اتحاد فکر و عمل کی سمت میں خاصی پیش رفت ہوئی۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

قتل کیس کی تفتیش پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ہمارے نامزد ملزمان کو فوراً گرفتار کیا جائے اور تفتیش صحیح انداز میں کی جائے۔ اجلاس میں دینی مدارس کے بارے میں حکومتی پالیسیوں اور این جی اوز کے بھیانک کردار کے سدّباب کیلئے اہم فیصلے کئے گئے۔ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیرجی سیّد عطاء المہیمن بخاری کی تجویز پر آئندہ اجلاس ۷ ستمبر کو لاہور دفترِ احرار میں منعقد کرنے کی منظوری دی گئی اور مجلسِ احرارِ اسلام کی میزبانی کو قبول کیا گیا۔

ہم علماء حق اور تمام دینی جماعتوں کے سربراہوں کو اس مخلصانہ محنت و کوشش پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ علماء اور دینی قوتوں کا اتحاد وقت کا تقاضا بھی ہے اور ماحول کی ضرورت بھی۔ علماء دیوبند نے برصغیر میں سامراج کے خلاف جس مزاحمت اور عملی جدوجہد کا مظاہرہ کیا تھا اس کا تقاضا ہے کہ آج پھر دین دشمن تحریکوں اور اداروں کو کچلنے کیلئے اسی کردار کو زندہ کیا جائے۔ دنیا کی نظریں آپ پر جمی ہوئی ہیں اور اگر کوئی امید وابستہ ہے تو صرف آپ سے ہے۔ آپ ہی فکر ولی اللّٰہی کے امین و وارث ہیں اور قافلۂ ولی اللّٰہی کی باقیات ہیں۔ عوام دیدہ و دل فرشِ راہ ہیں اور منزل آپ کی منتظر ہے۔ آگے بڑھئے، قیادت سنبھالیئے اور اپنے اسلاف کے کردار کو پھر زندہ کیجئے۔ مجلسِ احرار اسلام اپنی روایات کے مطابق آپکی خادم ہے ہم ہر دینی محاذ پر آپ کے قدم بہ قدم اور شانہ بشانہ جدوجہد کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں اور غیر مشروط تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

حزب المجاہدین کی پسپائی:

جماعتِ اسلامی کی ذیلی جہادی تنظیم حزب المجاہدین کے کمانڈر عبدالمجید ڈار اور صلاح الدین نے یک طرفہ طور پر کشمیر میں جہاد بند کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ یہ اعلان اس وقت ہوا جب امیر جماعتِ اسلامی محترم قاضی حسین احمد صاحب امریکہ کے دورے پر تھے۔ محترم قاضی صاحب نے امریکی حکام سے ملاقاتوں میں اپنے آپ کو اعتدال پسند اور وسیع البنیاد ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے اور طالبان کے طرزِ انقلاب اور اسامہ بن لادن سے لاتعلقی کا اظہار فرما کر امریکیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی فرمائی ہے۔

ہمارے نزدیک حزب المجاہدین کی طرف سے یک طرفہ جنگ بندی کا اعلان، بھارتی حکومت کا خراجِ تحسین اور مذاکرات کی پیش کش، حکومت پاکستان کی معنی خیز خاموشی، وزیر داخلہ معین الدین حیدر کی طرف سے جہادی تنظیموں کو غیر مسلح کرنے کا عزم، فاروق عبداللہ کی طرف سے خود مختار کشمیر کی قرارداد کی منظوری۔ ایک ہی سلسلے کی مربوط کڑیاں ہیں۔ قارئین ان عنوانات اور واقعات میں تقسیمِ کشمیر یا کشمیر میں امریکی اڈے کے قیام، جنوبی ایشیاء میں چین کی نگرانی اور دیگر سازشوں کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ قاضی صاحب نے حزب المجاہدین کے اس فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور جہاد جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے لیکن حزب المجاہدین کے اس اعلان سے کشمیر کاز اور جہادی تنظیموں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ حزب المجاہدین کی جہاد سے واپسی جہادی تنظیموں میں انتشار پیدا کرنے اور انہیں غیر مسلح کرکے جہاد بند کرنے کی